تقریر بابت تفہیم القرآن
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

قرآنِ کریم اور تیسری عالمی ایٹمی جنگ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل:16)

یعنی ہم کسی قوم کو عذاب نہیں دیتے جب تک ہم وہاں کوئی نبی مبعوث نہ کرلیں۔

وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو
سُست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کوکنار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

معزز سامعین! مجھے آج آپ دوستوں کے سامنے تیسری ایٹمی جنگ کا ذکر قرآن سے ثابت کر کے بتانا ہے۔ دنیا کے تشویشناک حالات کی وجہ سے اب تیسری جنگِ عظیم کے بادل منڈلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اِس جنگ کا ذکر آج سے چودہ سو سال قبل اپنی کتاب قرآنِ کریم میں کر دیا ہے۔ مَیں آج آپ حاضرین کے سامنے قرآنِ کریم کی اُن آٹھ پیشگوئیوں کا ذکر کروں گا جن میں اِس جنگ اور اِس کے مضرات و ہولناکیوں سے متنبہ کیا گیا ہے اور اس کے بعد اسلام احمدیت کے غلبہ کے متعلق بھی خوش خبریاں دی گئی ہیں۔ ہمارے موجودہ پیارے امام حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ امن کانفرنسز میں متعدد بار عالمی سطح پر متنبہ کر چکے ہیں اور اپنے خطبات وخطابات میں بارہا احبابِ جماعت کو اِس جنگ کی تباہیوں اور ہولناکیوں سے بچنے کے لئے دعاؤں کی طرف بلا چکے ہیں۔

قرآن اور احادیث میں بیان فرمودہ پیشگوئیوں کے مطابق یہ وہ دور ہے جس میں سائنس اور ٹیکنالوجی میں قومیں مہارت حاصل کریں گی اور نت نئی ایجادات کے نتیجے میں بنی نوع انسان کو جہاں سہولیات بہم پہنچائی جائیں گی وہاں انسانیت کے قاتل اقتدار کی ہوس میں اپنی ایجادات کے غلط استعمال کے نتیجے میں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتاریں گے۔ ''ایٹم بم'' انہی ایجادات میں سے ایک ایسی ایجاد ہے جس کے غلط استعمال کے نتیجے میں ایسی ہولناک اور بھیانک تباہی وبربادی ہوگی۔ اِس کا ایک تجربہ 1945ء میں اس ہتھیار کا پہلی دفعہ استعمال کرتے ہوئے ہیروشیما اور ناگاساکی کی ہولناک تباہی ہے جس کا ذکر سن کر آج بھی جسم کانپ جاتے ہیں اور جسموں پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ لیکن عالمی طاقتوں نے اِس سے سبق لینے کی بجائے ایٹمی ہتھیاروں کو بنانے کی ایک دوڑ شروع کر دی جس کے نتیجہ میں آج ترقی یافتہ ممالک کے پاس جوہری ہتھیاروں کے انبار لگے پڑے ہیں۔ یہ ساری تیاریاں جنگ عظیم سوم کے لیے ہو رہی ہیں۔ اس لیے اب ہونے والی عالمی جنگ پہلے ہونے والی دو جنگوں کے مقابل پر ایٹم کی جنگ ہوگی جس میں اتنا نقصان ہوگا کہ انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا، بلکہ بعض جگہوں پر تو ہر قسم کی زندگی کے ختم ہو جانے کا بھی خدشہ ہے۔

سامعین! قرآنِ کریم نے اس ایٹمی جنگ کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس کی ہولناک اور لرزہ خیز تباہی کا ذکر یوں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۚ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ ۝ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ ۝ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝ (القارعة:2-12)

(دنیا پر) ایک شدید مصیبت (آنے والی ہے) اور تجھے کیا معلوم کہ وہ مصیبت کیسی ہے اور (پھر ہم کہتے ہیں کہ اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (عظیم الشان) مصیبت کیا چیز ہے؟ (یہ مصیبت جب آئے گی) اس وقت لوگ پراگندہ پروانوں کی طرح (حیران پھر رہے) ہوں گے اور پہاڑ اس پشم کی مانند ہو جائیں گے جو دھنکی ہوئی

ہوتی ہے۔ اس وقت جس کے (اعمال کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔ وہ تو (بہترین اور) پسندیدہ حالت میں ہوگا اور جس کے (اعمال کے) پلڑے ہلکے ہوں گے اس کا ٹھکانہ ہاویہ (یعنی جہنم) ہوگا۔ اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ (ہاویہ) کیا ہے۔ یہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

اس سورت میں جس عذاب کا ذکر کیا گیا ہے اس کی نشانیاں ایٹم بم سے پیدا شدہ تباہی و بربادی کی صورت میں نظر آئیں گی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس سورت کی ایک آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا:

''کہ اَلْقَارِعَۃ سے ایٹم بم مراد ہے اور اس عذاب کی ساری کیفیت ایسی ہے جو ایٹم بم سے پیدا شدہ تباہی پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔ یہ بم ایسا خطرناک اور تباہ کن ہے کہ اس سے بچنے کی سوائے اس کے اور کوئی صورت نہیں کہ لوگ منتشر اور پراگندہ ہو جائیں گے۔ یہ بم جس جگہ گرتا ہے سات سات میل کا تمام علاقہ خس و خاشاک کی مانند جلا کر راکھ کر دیتا ہے بلکہ ایٹم بم کے متعلق اب جو مزید تحقیق ہوئی ہے وہ بتاتی ہے کہ سات میل کا بھی سوال نہیں، چالیس چالیس میل تک یہ ہر چیز کو اڑا کر رکھ دیتا ہے۔ ہیروشیما (جاپان) پر جب ایٹم بم گرایا گیا تو بعد میں جاپانی ریڈیو نے بیان کیا کہ اس بم سے ایسی خطرناک تباہی واقعہ ہوئی ہے کہ انسانوں کے گوشت کے لوتھڑے میلوں میل تک پھیلے ہوئے پائے گئے ہیں۔ یہ بالکل وہی حالت ہے جس کا قرآن کریم نے ان آیات میں ذکر فرمایا ہے کہ انسانوں کا وجود تک باقی نہیں رہے گا۔ ہڈی کیا اور بوٹی کیا سب باریک ذرات کی طرح ہو جائیں گے اور پتنگوں کی مانند ہوا میں اڑتے پھریں گے۔''

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 515)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ''نَارٌ حَامِیَۃٌ'' کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اسی طرح نَارٌ حَامِیَۃٌ کے ایک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ وہ آگ ان پر غضب کرنے والی ہوگی۔ نار خود اپنی ذات میں جلانے والی چیز ہے، لیکن نَارٌ کے ساتھ جب حَامِیَۃ کا لفظ ملا دیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ آگ اپنی انتہائی شدت کو پہنچ جائے گی۔ پس نَارٌ حَامِیَۃٌ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تم اسے معمولی آگ نہ سمجھو۔ وہ ایسی خطرناک ہوگی کہ یوں معلوم ہوگا وہ انتہائی غضب کی حالت میں لوگوں پر حملہ کر رہی ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 521)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں Atomic Warfare کا ذکر ہے۔ خصوصاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے انسان کو اس قَارِعَۃ کا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ جس قارعۃ کی طرف یہ سورت اشارہ کر رہی ہے، یعنی اس آخری قَارِعَۃ کی طرف۔ یہی وہ وقت ہوگا جب بڑی بڑی طاقتور حکومتیں اور طاقت کے پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح ہو جائیں گے۔ دھنی ہوئی روئی میں کوئی طاقت نہیں ہوتی... وہ جب بھی ہاتھ مارو، جھاگ کی طرح اسی وقت بیٹھ جائے گی اور پریشان ٹڈیوں کی طرح انسان ہو جائے گا۔ ساری دنیا کے انسان اس خوفناک اور ہولناک آواز کے ذریعے بکھیر دیے جائیں گے۔ جس کو آواز کہا جا رہا ہے اس سے مراد Atomic Bomb ہے۔ چنانچہ جیتے گا کون؟ دنیا کے لحاظ سے جس کے وزن بھاری ہوں گے... جو زیادہ ہولناک تباہی کے ذرائع ایجاد کر سکیں گے۔ دنیاوی لحاظ سے تو وہ جیتیں گے، یعنی بالآخر ایک کو تو غلبہ نصیب ہوگا، وہ کون لوگ ہوں گے؟ جو باہمی موازنے میں زیادہ وزنی ثابت ہوں گے۔ اس میں بھی وہی مضمون ہے جس کا دوسرا پہلو بیان فرمایا جا رہا ہے۔ جن قوموں کے پاس دفاعی طاقتیں کم ہوں گی، ان کا کیا حال ہوگا، ان کے مقدر میں تو پھر جلنا ہی ہے۔

(ماخوذ از ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 305)

سامعین! اب مَیں اللہ تعالیٰ کے کلام قرآنِ کریم سے دوسری پیشگوئی بیان کرتا ہوں۔ اللہ فرماتا ہے:

كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝ (الھمزۃ: 5-10)

ہرگز ایسا نہیں (جیسا اس کا خیال ہے بلکہ) وہ یقیناً (اپنے مال سمیت) حطمہ میں پھینکا جائے گا۔ اور (اے مخاطب!) تجھے کیا معلوم ہے کہ حطمہ کیا شے ہے؟ یہ (حطمہ) اللہ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔ جو دلوں کے اندر تک جا پہنچے گی۔ پھر وہ (آگ) سب طرف سے بند کر دی جائے گی تاکہ اس کی گرمی ان کو اور بھی زیادہ تکلیف دہ محسوس ہو۔ اور (وہ لوگ اس وقت) لمبے ستونوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس سورت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"آگ ان کے دلوں پر خوب بھڑکائی جائے گی اور پھر وہ آگ چاروں طرف سے بند ہوگی، اس کے شعلے ان کی ایڑی سے لے کر چوٹی تک پہنچیں گے اور انہیں جھلس کر رکھ دیں گے... جب آگ ان پر بھڑکائی جائے گی تو وہ بڑے بڑے اونچے ستونوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ جس طرح ستون سے اگر کسی شخص کو باندھ دیا جائے تو اس کا جسم اکڑا رہتا ہے اور باوجود کوشش کے وہ اِدھر اُدھر نہیں ہو سکتا، اسی طرح فرماتا ہے ہم ان کفار کو ایسا عذاب دیں گے کہ وہ باوجود کوشش اور خواہش کے اس عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں پائیں گے... یہ بھی کہ ان کے لئے عذاب کی بھٹیاں بڑی بڑی اونچی بنائی جائیں گی اور یہ بھی کہ وہ بالکل بے کس اور بے بس ہو جائیں گے، انہیں عذاب پہنچے گا مگر وہ سر سے پاؤں تک بندھے ہوئے ہوں گے، کچھ کر نہیں سکیں گے۔"

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 589-590)

انہی آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ مختصر سورۃ حیرت انگیز پیشگوئیوں کا زبردست مجموعہ ہے جن کا اس زمانہ میں کوئی تصور تک نہیں کر سکتا تھا۔ کیا یہ حیران کن بات نہیں ہے کہ بعض گنہگار حُطَمَہ میں ڈالے جائیں گے۔ حطمہ سے مراد وہ مہین اور باریک ترین ذرات ہیں جو ایک نہایت روشن کمرے میں سے گزرتی ہوئی روشنی کی شعاع میں تیرتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ مستند عربی لغات میں حُطَمَۃ کے دو بنیادی معانی پائے جاتے ہیں: ایک حَطَمَۃ ہے جس کا مطلب کسی چیز کو پیسنا یا ریزہ ریزہ کرنا ہے، دوسرا حُطمہ جس کے معنی بے حقیقت سے چھوٹے ذرات کے ہیں۔ گویا حُطَمَۃ کسی چیز کو اس کے باریک ترین ذرات میں توڑنے کو کہتے ہیں۔

ان دونوں معانی کا جائز طور پر اطلاق ان باریک ترین ذرات پر ہو سکتا ہے جن کی مزید تقسیم نہ ہو۔ آج سے چودہ سو سال قبل ایٹم کا کوئی تصور موجود نہیں تھا لیکن صرف حُطَمَۃ ہی ایک ایسا لفظ ہے جسے ایٹم کا قریب ترین مترادف قرار دیا جا سکتا ہے۔ دوسری جانب صَوتی اعتبار سے بھی یہ دونوں الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ انسان ابھی اس دعویٰ پر حیران ہے کہ اسے حُطَمَۃ میں جھونکا جائے گا کہ ایک اور پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز دعویٰ سامنے آ جاتا ہے... یہ چھوٹی سی سورت حیرت انگیز امور پر مشتمل ہے۔ اوّل یہ ذکر کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب انسان چھوٹے چھوٹے ذرات میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر ان ذرات کی وضاحت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان میں ہے کیا؟ ان میں آگ ہے جو چھوٹے چھوٹے سلنڈروں میں بند ہے جن کی شکل لمبوترے بلند و بالا ستونوں جیسی ہے... مغربی مستشرق سیل (Sale) کو بھی حُطَمَۃ کا لفظی ترجمہ کرنے میں مشکل پیش آئی۔ اس نے حُطَمَہ کا لفظی ترجمہ کئے بغیر صرف یہ لکھا کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد حُطَمَۃ میں ڈالی جائے گی۔ اس طرح اس نے انگریزی جاننے والوں کی اس ممکنہ بے یقینی کو دور کر دیا، جس کا انسان کے چھوٹے چھوٹے ذرات میں ڈالے جانے کے ترجمہ سے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ چنانچہ حُطَمَۃ کے درست معنی معلوم نہ ہونے کی وجہ سے قاری کے ذہن میں حُطَمَہ کے معنے کسی بڑے کمرہ میں جلتی ہوئی آگ کے آتے ہیں۔ اس حکمت عملی نے سیل (Sale) کو غلط ترجمہ سے پیدا ہونے والی شرمندگی سے تو بچا لیا لیکن وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا حق ادا کرنے میں ناکام رہا... جب تک سائنسی لحاظ سے یہ معلوم نہ ہو کہ ایٹمی دھماکہ کس طرح ہوتا ہے اور جوہری کمیت میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، قرآنِ کریم میں مذکور لمبے ستونوں کے معنی مکمل طور پر سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ پھٹنے سے قبل جوہری کمیت کی کیفیت کو ایٹمی ماہرین اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے کوئی چیز اپنے اندر موجود بے انتہا دباؤ کی وجہ سے پھٹ پڑنے والی ہو... اب ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ آگ براہ راست دلوں پر کس طرح لپکے گی۔"

(الہام، عقل، علم اور سچائی، صفحہ 537-541)

سامعین! اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک قرآنِ کریم میں تیسری عالمی جنگ کی تیسری پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ؕ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (الدخان: 11-12)

پس تو اس دن کا انتظار کر جس دن آسمان پر ایک کھلا کھلا دھواں ظاہر ہو گا جو سب لوگوں پر چھا جائے گا، یہ دردناک عذاب ہو گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس آیت میں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کا ذکر ہے، جن کے پھینکنے پر تمام اطراف میں دھواں پھیل جاتا ہے اور ان بموں کو اس وقت سائنسدان قیامت کا پیش خیمہ بتا رہے ہیں۔"

ان آیات کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”مندرجہ ذیل آیات اس دھوئیں کی نوعیت پر مزید روشنی ڈالتی ہیں:

اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی مَا کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ O اِنۡطَلِقُوۡۤا اِلٰی ظِلٍّ ذِیۡ ثَلٰثِ شُعَبٍ O لَّا ظَلِیۡلٍ وَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ اللَّہَبِ O اِنَّہَا تَرۡمِیۡ بِشَرَرٍ کَالۡقَصۡرِ۔ کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفۡرٌ O

(المرسلات:30-34)

کہ اس کی سمت چلو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ایسے سائے کی طرف چلو جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ تسکین بخش ہے نہ آگ کی لپٹوں سے بچاتا ہے۔ یقیناً وہ ایک قلعہ کی طرح کا شعلہ پھینکتا ہے۔ گویا وہ جوگیا رنگ کے انٹوں کی طرح ہے۔

یہاں اِنۡطَلِقُوۡۤا سے مراد یہ ہے کہ کسی وقت بنی نوع انسان پر ایسا زمانہ آئے گا جب انہیں ایک اذیت ناک بادل کی شکل میں ایک ایسی آفت کا سامنا کرنا پڑے گا، جو کوئی سایہ یا تحفظ فراہم نہیں کرے گی۔ سائے تو آرام اور پناہ دیا کرتے ہیں، بادل اور سورج کی جھلسا دینے والی تپش کے مابین حائل ہو جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیات میں کسی سورج کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ صرف اسی آگ کا ذکر ہے جس کی تپش سے یہ سایہ کوئی تحفظ فراہم نہیں کر سکے گا۔ اس کے برعکس اس بادل کا سایہ آگ کے عذاب میں مزید اضافے کا باعث ہوگا۔ اس کے سائے میں کچھ بھی محفوظ نہیں ہوگا۔ یقیناً یہ اشارہ اس تابکار بادل کی طرف ہے جو ایٹمی دھماکہ کے وقت بنتا ہے۔ جس واقعہ کا یہاں ذکر ہو رہا ہے اس میں جوگیا رنگ کے بڑے بڑے شعلے بلند ہوں گے جنہیں قلعوں اور اونٹوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ اس مشابہت میں محض اونٹ کے رنگ کی طرف ہی نہیں بلکہ اس کے کوہان کی طرف بھی اشارہ ہے۔“

(الہام، عقل، علم اور سچائی، صفحہ 541-542)

سامعین! اب مَیں آپ حاضرین کے سامنے ایٹمی جنگ کے حوالے سے قرآن میں بیان چوتھی پیشگوئی رکھنے جا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یُرۡسَلُ عَلَیۡکُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ ۬ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ (الرحمٰن:36)

تم پر آگ کا ایک شعلہ گرایا جائے گا اور تانبا بھی (گرایا جائے گا)، پس تم دونوں ہرگز غالب نہیں آ سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تفسیر صغیر میں اِس آیت کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

”کاسمک ریز کی طرف اشارہ ہے (2) بموں کی طرف اشارہ ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم دونوں پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے اور ایک طرح کا دھواں بھی۔ پس تم دونوں بدلہ نہ لے سکو گے۔

ایک طرح کا دھواں سے بھی کیا مراد ہے؟ برسنے والا دھواں ہے۔ یہاں Atomic smoke مراد ہے۔

”تم پر آگ کے شعلے برسائے جائیں گے۔“ آج کی دنیا میں Modren Warfare میں آگ کے شعلے برسائے جاتے ہیں اور اس کا اگلا حصہ دھواں ہے۔ پس جب آسمان پھٹ جائے گا اور رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جائے گا۔ جو Modern Warfare ہے اس میں آسمان کا رنگ ہی بدل جایا کرتا ہے شعلوں سے اور مختلف قسم کی بلاؤں کی وجہ سے، تو رنگے ہوئے چمڑے جیسا رنگ ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 276)

معزز سامعین! قرآنِ کریم کی پانچویں پیشگوئی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَوۡمَ تَکُوۡنُ السَّمَآءُ کَالۡمُہۡلِ O وَ تَکُوۡنُ الۡجِبَالُ کَالۡعِہۡنِ O وَ لَا یَسۡـَٔلُ حَمِیۡمٌ حَمِیۡمًا O یُّبَصَّرُوۡنَہُمۡ ؕ یَوَدُّ الۡمُجۡرِمُ لَوۡ یَفۡتَدِیۡ مِنۡ عَذَابِ یَوۡمِئِذٍۭ بِبَنِیۡہِ O

(المعارج:9-12)

اس دن (شدت حرارت کی وجہ سے) آسمان پگھلائے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے اور اس دن کوئی دوست کسی دوست کے متعلق کوئی سوال نہیں کرے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

”یعنی ایسی ایجادیں نکل آئیں گیں جیسے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کہ جن کے گرنے سے پہاڑوں جیسی مضبوط چیز بھی روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائے گی۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

جب Atomic Warfare ہو تو اس وقت یہ ممکن ہے کہ اَلسَّمَاءُ کَالْمُھْلِ دکھائی دے، وہ ایسا وقت ہو گا جب کوئی کسی گہرے دوست کو بھی نہیں پوچھے گا۔Raditaion...کا عذاب اتنی خوفناک چیز ہے۔اب تک جہاں جہاں یہ تجربے ہوئے ہیں، وہاں لازماً یہی باتیں دکھائی دی ہیں کہ عورتیں اپنے بچوں کو بھول گئی ہیں اور Atomic Warfare یا Radiation سے اتنی خوفناک گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے کہ اگر اس وقت ان کو پوچھا جائے تو وہ اپنے بچوں کو قربان کر کے بھی اس مصیبت سے بچنے کی کوشش کریں۔

(ماخوذ از ترجمۃ القرآن کلاس نمبر 293)

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں تیسری ایٹمی جنگ کی چھٹی خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے:

کَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ○ کَلَّاۤ اِنَّہُمۡ عَنۡ رَّبِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ○ ثُمَّ اِنَّہُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِیۡمِ ○ ثُمَّ یُقَالُ ہٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ ○ کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِیۡ عِلِّیِّیۡنَ ○ (المطففین:15-19)

ہرگز (ایسا) نہیں (جیسے وہ کہتے ہیں) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) ان کے دلوں پر، اس نے جو وہ کما چکے ہیں، زنگ لگا دیا ہے۔ بلکہ یوں کہو کہ اس دن وہ اپنے رب کے سامنے آنے سے یقیناً روکے جائیں گے، پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا، یہی تو وہ (انجام) ہے جس کا تم انکار کیا کرتے تھے۔ تمہارے خیالات کے خلاف ابرار (کی جزا) کا حکم یقیناً علیین میں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں:

"کَلَّا کے معنی ردی اور زجر کے ہیں۔ پس کَلَّا کا، جو اس کا تکرار کیا گیا ہے، اس میں شدت عذاب کی طرف اشارہ ہے...چونکہ سورہ مائدہ میں مسیحی اقوام کو دنیوی ترقیات عطا کرنے کا وعدہ تھا اور پھر اس کے ساتھ ہی یہ خبر تھی کہ اگر انہوں نے کفر کی طرف رجوع کیا تو مَیں ان پر وہ عذاب نازل کروں گا جو دنیا میں کسی قوم پر نازل نہیں ہوا۔ اس لئے یہاں کَلَّا کا تکرار اس عذاب کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے...پھر کَلَّا کے اس تکرار پر غور کرنے سے ایک اور بات معلوم ہوتی ہے کہ یہاں تین دفعہ کَلَّا کفر کے ذکر کے بعد آیا ہے اور ایک دفعہ کَلَّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہو گا۔ بظاہر، جہاں تک عقل کام کرتی ہے، یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم، جو 1918ء میں ختم ہوئی، پہلا جھٹکا تھا، جو عیسائیت کو لگا۔ اب دوسری جنگ، یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہو گی، جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہو گا۔ اس کے بعد چوتھا جھٹکا لگے گا، جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی، کیونکہ چوتھے کَلَّا کے بعد ہی یہ ذکر آتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ 306)

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ساتویں پیشگوئی کا ذکر یوں فرماتا ہے:

وَلَبِثُوۡا فِیۡ کَہۡفِہِمۡ ثَلٰثَ مِائَۃٍ سِنِیۡنَ وَازۡدَادُوۡا تِسۡعًا (الکھف:26)

کہ (بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) وہ اپنی وسیع پناہ گاہ میں تین سو سال تک رہے تھے اور (اس عرصہ پر) نو (سال) انہوں نے اور بڑھائے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"چونکہ یہ سوال ہو سکتا تھا کہ اگر جنگ اور جہاد نہ ہو گا تو مسلمانوں کی کمزور حالت کس طرح بدلے گی، اس کا جواب دیا کہ اس کے سامان خود پیدا کریں گے اور یورپین اقوام کو جنگ کا عذاب گھیر لے گا اور گویا جنگ ان کے گھروں کے گرد خیمے لگا لے گی اور جس قدر وہ امن کے لئے کوشش کریں گے اور امن امن کہہ کے چلائیں گے، اسی قدر پگھلتا ہوا لوہا اور تانبا ان کے مونہوں پر ڈالا جائے گا یعنی امن کی پکار تو ہو گی لیکن نتیجہ توپوں کے گولے اور بم میں نکلے گا اور ان کے ملک رہائش کے قابل نہ رہیں گے بلکہ بُرا ٹھکانا بن جائیں گے۔ اِرْتَفَقَ کے معنے تعاون اور رفاقت کے بھی ہوتے ہیں۔ ان معنوں کے رو سے معنے یہ ہوں گے کہ قومیں امن کی خاطر دوسری قوموں سے دوستیاں کریں گی لیکن ان دوستیوں کا نتیجہ جنگ نکلے گا نہ کہ صلح۔"

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 444-445)

سامعین! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں تیسری عالمی جنگ کی آٹھویں پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا (الکہف:44)

کہ (اس وقت) کوئی جماعت بھی اس کے ساتھ نہ ہوئی جو اللہ کے سوا اس کی مدد کرتی اور نہ وہ (اس کا کوئی) انتقام ہی لے سکا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جَبَلْ کے معنی بڑے آدمی کے بھی ہوتے ہیں اور سِیْرُ کے معنی چلانے کے ہیں۔ اس جگہ جِبَالْ سے مراد بڑے لوگ ہی ہیں کیونکہ اس جگہ آدمیوں کا ذکر ہے پہاڑوں اور دریاؤں کا ذکر نہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ یہ سب پیشگوئیاں اس دن پوری ہوں گی جب بڑے بڑے لوگ جنگوں کے لئے نکل کھڑے ہوں گے اور تو ساری زمین کو یعنی سب اہل زمین کو دیکھے گا کہ جنگ کے لئے ایک دوسرے کے مقابل پر کھڑے ہو جائیں گے اور ایسی جنگ ہو گی کہ گویا ان میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ اس واقعہ کی طرف انجیل میں بھی اشارہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آخری زمانے میں قوم پر قوم اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھائی کرے گی (متی باب 24 آیت 7)۔ ہو سکتا ہے کہ اَلْاَرْض سے ادنیٰ طبقہ کے لوگ مراد ہوں اور اَلْجِبَالْ سے مراد بڑے لوگ یعنی اس دن ایک طرف سے جِبَالْ یعنی بڑے لوگ یا دوسرے لفظوں میں ڈکٹیٹرز نکلیں گے اور دوسرے طرف سے ارض یعنی ڈیماکریسیز کے حامی اور حکومت عوام کے نمائندے نکلیں گے اور آپس میں خوب جنگ ہو گی۔“

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 458)

پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار

(یہ تقریر مکرم چوہدری ناز احمد ناصر صاحب آف برطانیہ کے ایک مضمون سے تیار کی گئی ہے)

✡✡✡✡